افکار و تاثرات

- سندھ کی تازہ ترین اور خطرناک صورتحال
- "منہج الہدایہ" دینی مسلمات کے خلاف ایک خطرناک سازش
- "الحق" کے مضامین اور قارئین

سندھ کی تازہ ترین اور خطرناک صورتحال | سندھ کے حالیہ فسادات میں شرپسند ہندوؤں نے ایک بڑا کردار ادا کیا ہے۔ اس غرض کے لیے بھارت سے متعدد تخریب کار سرحد عبور کرکے پہنچے ہیں اور راجستھان کے کیمپ میں تخریب کاروں کو تربیت دی جا رہی ہے۔ حالیہ فسادات کے بعد اندرون سندھ آباد مہاجروں اور پنجابیوں میں اپنے مستقبل کے متعلق خوف پیدا ہو گیا ہے اور وہ نقل مکانی کر رہے ہیں۔ یہی سندھی نیشنلزم کا مقصد بھی ہے کہ لوگوں کو دہشت زدہ کرکے اندرون سندھ علاقہ خالی کرا لیا جائے۔ تشدد اور فسادات کی کاروائیوں میں کئی ہندو نوجوان موقع پر گرفتار بھی کیے گئے لیکن بعد میں اثر و رسوخ کی وجہ سے رہا ہو گئے یا ان پر برائے نام قسم کے مقدمات چل رہے ہیں۔ ٹنڈو محمد خان کے فسادات کا سرغنہ ایک ہندو بھگوان داس تھا۔ ایک ہندو سیٹھ گوکل بھی شرپسندوں کو مالی امداد دے رہا ہے۔ ہندو اساتذہ بھی پاکستان دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے شاہ لطیف کالج میرپورخاص کے دو درجن نااہل ہندو طلبہ نے کالج چھوڑ کر ہالہ کالج میں داخلہ لیا اور ہندو اساتذہ کی سرپرستی کے سبب امتیازی نمبر لیے اور فنی تعلیمی اداروں میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے۔

سندھ میں بھارتی اشاروں پر سرگرم ہندو ملکی سلامتی کے لیے ایک چیلنج بن گئے ہیں۔ یہ ہندو ایجنٹ تعلیمی اداروں سے لے کر منڈیوں تک اپنی سرگرمیوں کا جال پھیلا چکے ہیں۔ ایک طرف اس طبقے کی وجہ سے اسمگلنگ کا بازار گرم ہے اور دوسری طرف وہ جئے سندھ تحریک اور لسانی جھگڑوں میں ملوث طلبہ اور سیاسی کارکنوں کو سرمایہ فراہم کر رہا ہے۔ بھارت کے آلہ کار ہندو ایجنٹ ہر جگہ سندھی قوم پرستی کی آڑ لے رہے ہیں اور سندھی ہندو بھائی بھائی کا نعرہ لگا کر اپنے لیے سندھی عوام میں ہمدردیاں حاصل کرتے اور غیر سندھیوں کے خلاف نفرت پھیلاتے چلے جا رہے ہیں۔ اگرچہ ۱۹۴۷ء میں سندھ سے نو لاکھ ہندو ترک وطن کر گئے تھے لیکن ۱۹۸۱ء کی مردم شماری کے مطابق بارہ لاکھ سے اوپر ہندو سندھ میں موجود تھے۔ اس لحاظ سے وہ آبادی کا ۶.۴۲ فیصد بنتے ہیں۔ مگر قابل غور بات یہ ہے کہ اس ہندو آبادی کا ارتکاز سندھ کے مخصوص سرحدی علاقوں میں ہے۔ ہندوؤں کی مجموعی تعداد کا ۴۶ فیصد ضلع تھرپارکر میں ہے۔

ہندوؤں کی ضلع وار آبادی کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

ضلع	کل آبادی	ہندو آبادی
تھرپارکر	۱۵۰۱۸۸۲	۵۵۸۱۷۰
حیدرآباد	۲۰۵۴۱۵۹	۱۸۱۸۰۰
سانگھڑ	۹۲۲۷۳۰	۱۴۹۰۵۸
بدین	۷۷۶۶۱۴	۱۲۶۷۸۱
سکھر	۱۰۹۸۲۴۰	۴۶۳۱۰
جیکب آباد	۱۰۱۲۴۷۶	۳۱۵۳۳
خیرپور	۹۸۱۱۹۰	۲۰۵۹۶
نواب شاہ	۱۶۴۷۱۴۳	۲۰۵۴۸
لاڑکانہ	۱۱۳۸۵۸۰	۱۳۴۱۷
دادو	۱۰۷۷۰۵۲	۱۲۴۰۰
ٹھٹھہ	۷۶۱۰۳۹	۱۰۴۰۲
کراچی ایسٹ	۱۸۸۵۴۴۳	۹۲۵۶
کراچی ویسٹ	۲۱۵۶۲۷۰	۳۵۸۷
کراچی ساؤتھ	۱۳۹۶۲۷۱	۲۹۶۲۳
شکارپور	۶۱۹۵۷۶	۸۴۸۰

ان اعداد و شمار سے ظاہر ہے کہ ۶۸ فیصد ہندو آبادی تین اضلاع تھرپارکر، بدین اور سانگھڑ میں ہے جو سرحدی اضلاع ہیں۔ جو ہندو بالائی سندھ میں ہیں وہ بھی سرحدی علاقوں میں منتقل ہونے کا رجحان ظاہر کر رہے ہیں۔

ہندو سندھ کی معیشت پر بھی حاوی ہیں۔ ۱۹۴۷ء میں سندھ کی ۴۲ فیصد زرعی اراضی کے مالک ہندو تھے اور مسلمانوں کی بھی زیادہ تر زمین ہندوؤں کے پاس رہن تھی یا ان کے زیرِ انتظام تھی۔ اجناس کی تجارت اب بھی ہندوؤں کے ہاتھ میں ہے۔ وہ کاٹن جننگ فیکٹریوں، چاول چھڑنے کے کارخانوں اور کیمیاوی کھاد کی ایجنسیوں کے بھی مالک ہیں۔ جنوبی سندھ کی اجناس کی مارکیٹ پر وہ مکمل طور پر قابض ہیں۔ وہ ہنڈیوں کے کاروبار اور بھاری شرح سود پر رقم قرض دینے کا کام بھی کرتے ہیں اور غریب مسلمانوں کی بڑی تعداد اُن کے سودی قرضوں کے جال میں پھنسی ہوئی

ہے، عام لوگوں کے علاوہ متوسط طبقے کے زمیندار بھی ان سے قرضہ لیتے ہیں۔ ہندوؤں میں اسلحے کے ڈیلر بھی خاصی تعداد میں ہیں، مثلاً جیکب آباد کے ایک گاؤں کنو کوٹ میں اسلحے کے پانچوں ڈیلر ہندو ہیں اور یہ لاکھوں روپے سالانہ کا اسلحہ فروخت کرتے ہیں۔

پاکستانی ہندوؤں کے بھارتی ہندوؤں کے ساتھ روابط ہی قائم نہیں بلکہ یہ اپنی دولت بھی بھارت منتقل کرتے رہتے ہیں۔ پاکستان میں کمائی ہوئی دولت سے بھارت میں ان کے مختلف کاروبار چل رہے ہیں۔ بیشتر ہندو خاندانوں کے کچھ لوگ یہاں ہیں اور کچھ بھارت میں مصروفِ کار ہیں۔ بھارتی حکومت راجستھان میں پاکستانی ہندوؤں کی سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کر رہی ہے۔

ہندوؤں کے خفیہ اجتماعات اکثر ہوتے رہتے ہیں۔ ستمبر ۱۹۸۶ء کے بڑے خفیہ اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ سندھی ہندوؤں کو بھارت میں زیادہ سے زیادہ سرمایہ کاری کرنی چاہیئے، ہندوؤں کے اسمگلنگ بزنس کے لیے سرحدی علاقے جنت ہیں۔ وہ الائچی، کالی مرچ، سپاری وغیرہ بہت اسمگل کرتے ہیں۔

سندھ کے تعلیمی اداروں میں ہندو طلباء جئے سندھ طلبا یونینوں کو کنٹرول کرتے ہیں۔ حیدر آباد، سکھر اور اندرونی اضلاع کے تعلیمی اداروں میں ہندو طلباء کا تناسب اُن کی آبادی کی نسبت بہت زیادہ ہے، ہندو اساتذہ بھی خاصی تعداد میں ہیں جو جئے سندھ کے لیے کام کرتے ہیں۔ ہندوؤں کی بڑی تعداد محکمۂ تعلیم، محکمہ صحت اور محکمہ مال میں ملازم ہے۔ ہندو ڈاکٹر خاصی تعداد میں ہیں۔ سندھ کے محکمۂ مال میں بیس ۲۰ تحصیلدار ہندو ہیں، اور گریڈ سترہ ۱۷ یا اس سے اوپر کی کئی اسامیوں پر ہندو اچھی خاصی تعداد میں فائز ہیں۔

۱۹۸۳ء کی ایم۔ آر۔ ڈی کی تحریک کے موقع پر بھارتی علاقے کچھ بچھ، لکھپت اور بھیلے میں تحریک کی امداد کے لیے خصوصی کیمپ قائم کیے گئے تھے، بھارتی کیمپوں میں تخریب کاری کی تربیت دی جاتی ہے۔ بھارت میں سندھی سیوا سنگھ کے صدر مانک رام عیسانی نے کچھ دنوں پہلے ایک بیان میں کہا کہ: "اگر جئے سندھ تحریک کی بھارت مکمل طور پر حمایت کرے تو سندھو دیش جلد وجود میں آ جائے گا، کیونکہ سندھو دیش ہر سندھی کے دل کی آواز ہے۔

(الحاج محمد سعید۔ حویلیاں)

نہج الهدایة" دینی مسلمات کے خلاف ایک خطرناک سازش | قبائلی علاقہ جات کے سکولوں کی لائبریریوں میں ایک کتاب الموسوم بہ "نہج الہدایہ" مصنفہ سید محمد عبداللہ ابن عبدہٗ الحسینی تقسیم کی گئی ہے۔ احقر نے کتاب کا مطالعہ کیا، کتاب میں غلط اور گمراہ کن واقعات پائے۔ یہ کتاب نیم علم لوگوں کے لیے موہم اور بے علم لوگوں کے لیے گمراہ کن ہے اور اس کے پڑھنے سے ایمان اور اسلام کو بیّن نقصان پہنچتا ہے ــــ مصنف نے جگہ جگہ حضرت علی اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہم کے لیے "علیہ السلام" لکھا ہے، اسی وجہ سے احقر کو شبہ ہوا کہ مصنف شیعہ ہے، لیکن جوں جوں کتاب پڑھتا رہا یہ